

سالانہ قیمت تین روپیہ آٹھ آنہ (عہ)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۹

نورافشان

پادری غلام مسیح صاحب میکلوڈ روڈ - لاہور کے ہنٹ ایڈیٹر
پادری ڈبلیو جے کلارک صاحب ایم - اے - ایمپرس روڈ لاہور کے مینجر

جملہ خط و کتابت و ترسیل زر بنام مینجر صاحب نورافشاں ہونا چاہئے
تمام مضامین و اشتہارات وغیرہ برای اندراج کاغذ کے ایک طرف تحریر کرکے دفتر نورافشاں میکلوڈ روڈ لاہور کے پتہ پر ارسال فرمایا کریں۔

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہو

جلد ۵۵	ہفتہ وار بروز جمعہ لاہور سے شائع ہوتا ہے - ۸ اپریل ۱۹۲۷ء	نمبر ۱۴

حقیقی شہید

خداوند مسیح کی زندگی اور تعلیم خداوند مسیح کی زندگی اور تعلیم جیسی انجیل میں مرقوم ہے اسکو پڑھکر کوئی ذی ہوش شخص یہ نتیجہ نہیں نکال سکتا کہ وہ بے عمل تھا بلکہ دنیا میں جتنی اصلاحات بنی نوع انسان کی بہتری کو مدنظر رکھکر کی گئی ہیں۔ ان میں سے ایک بھی نہیں جنکی بنیاد بالواسطہ یا بلا واسطہ خداوند مسیح کی زندگی اور تعلیم میں نہ ملتی ہو ہر طبقہ اور ہر ملت کے لوگوں نے اس سے روحانی اور جسمانی فیض اُٹھایا ہے اور خدا اور انسان کی مقبولیت میں بڑھنے اور ترقی کرنے میں بڑی ہمت اور مدد حاصل کی ہو اور گناہ اور شرارت کے محسوس کرلینے میں ان کو بڑی سہولیت ہوگئی ہے۔ یہاں تک کہ ہم یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ بانیٔ آریہ سماج بھی اسی کی تعلیم سے متاثر ہوکر اپنے دھرم سے متنفر ہوا اور بقول شخصے سانپ بھی مرجائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے ایک نئی بنیاد ڈالنے پر مجبور ہوا تاکہ خداوند کی کلیسیا کی نقل و تقلید کرنے میں آسانی ہوجائے۔ آریہ سماج کی بنیاد کا راز یہی ہے جسکو ہم ایک سناتنی پنڈت کی زبانی کہلوائے دیتے ہیں ملاحظہ ہو

"پنڈت بھیم سین جو ایک مدت تک سرسوتی جی مہاراج کے ساتھ رہے اور آریوں میں ایک رکن مانے جاتے تھے۔ اور اب عرصے سے اُن کی تردید میں مصروف ہیں وہ لکھتے ہیں کہ سوامی دیانند انگریزی ڈھنگ ہی سب پسند کرتے تھے وہ صرف نسنے ماتر کے لئے عیسائیوں کے مت کا کھنڈن کرتے تھے۔ انہوں نے کہنے اُس مت کے کچھ بھاگ کا کھنڈن کرتے تھے۔ جس میں اُن کا مت کرسچن دھرم کے برُودہ کہا جاوے۔ پرنت اوپانتر سے عیسائی ڈھنگ بہت سا انہوں نے اپنے گرل میں پھیلایا تھا" برہمن سردس بھاگ نمبر ۵ صفحہ ۲۲۱ (منقول از زندہ جاوید)

بائبل یا وید مصنفہ مسٹر اکبر مسیح مرحوم)

علاوہ ازیں تحریک شدھی اور اچھوت ذاتوں کا سنبھالنا بھی اس جد و جہد کی نقل ہے جو مسیحی مبشر مشنری اپنے خداوند کے اس فرمان کی تعمیل میں کہ تم جا کر سب قوموں کو شاگرد بناؤ" ہند کے گرے ہوئے اور دور افتادہ گروہوں کے سنبھالنے اور اُن کی زندگی کو بہتر بنانے کی غرض سے دن رات کیا کرتے ہیں۔ اس کا ثبوت بھی آگے چل کر دینگے۔

اس ضمن میں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ خداوند مسیح نے خوب سمجھ کر اس خدا ترسی کی راہ کو قبول کیا تھا اور اسکی پیروی میں ایسا راسخ اور مضبوط تھا کہ کوئی دنیاوی نفع یا انسان کی خوشنودی کا خیال اُسکو اس راہ سے باز نہیں رکھ سکتا تھا چنانچہ اُس کی خدمت کے آغاز ہی میں انجیل نویس پوشیدگی کا پردہ اُٹھا کر اُس کو عوام کی نظروں کے سامنے اسٹیج پر لاتے ہیں تو خداوند مسیح ایک عظیم الشان جد وجہد میں مشغول نظر آتے ہیں جو اس کے اور شیطان کے درمیان ہو رہی تھی۔ لکھا ہے کہ پھر ابلیس اُسے ایک بہت اونچے پہاڑ پر لے گیا اور دنیا کی ساری بادشاہتیں اور اسکی شان و شوکت اُسے دکھائی۔ اور اس سے کہا کہ اگر تو جھک کر مجھے سجدہ کرے تو یہ سب کچھ تجھے دیدونگا۔ یسوع نے اُس سے کہا اے شیطان دور ہو۔ کیونکہ لکھا ہے کہ تو خداوند اپنے خدا کو سجدہ کر اور صرف اسی کی عبادت کر۔ متی ۴: ۸-۱۰۔

اس موقع پر یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ اس وقت خداوند مسیح کوئی ضعیف العمر یا سن رسیدہ شخص نہ تھے۔ بلکہ اُن کی عمر تیس سال کی تھی۔ یہ عین عالم شباب کا وہ پُرخطر زمانہ تھا جس میں جوان مرد اور عورتوں کے دلوں میں طرح طرح کے حوصلے اور امنگیں پیدا ہوکر مضبوط ہونے لگتی ہیں۔ اور لوگ عموماً دنیا اور اُس کی شان و

شوکت کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں۔ خداوند مسیح کی زندگی میں صرف یہی ایک موقع نہیں ہے جس میں اُس نے دنیا اور اُسکی شان و شوکت کو خدا کی عبادت اور اُسکی بندگی کے مقابلہ میں ہیچ اور ناچیز سمجھا ہو بلکہ آپ مرتے دم تک اُس فیصلہ پر قائم رہے جو اُس نے عین عالم شباب بلکہ بچپن میں خدا اور دنیا کی نسبت کیا تھا۔ ایک اور موقعہ کا ذکر ہے کہ عوام اُس کو اپنا بادشاہ اور قومی لیڈر بنانا چاہتے تھے۔ مگر اس نے انکار کیا۔ لکھا ہے یسوع یہ معلوم کر کے کہ وہ آکر مجھے بادشاہ بنانے کے لئے پکڑنا چاہتے ہیں پھر پہاڑ پر اکیلا چلا گیا۔ یوحنا ۶: ۱۵۔ ایک اور موقعہ پر اس کا بہترین دوست اور شاگرد اس کو ترغیب دے رہا تھا کہ خدا کی راہ میں تکلیف اور مصیبت سہنا اور مصلوب ہونا اس کے لئے مناسب نہیں ہے تو یہ بات اس کو سخت ناگوار معلوم ہوئی چنانچہ لکھا ہے اس وقت سے یسوع اپنے شاگردوں پر ظاہر کرنے لگا کہ مجھے ضرور ہے کہ یروشلم کو جاؤں اور بزرگوں اور سردار کاہنوں اور فقیہوں کی طرف سے بہت دُکھ اُٹھاؤں اور قتل کیا جاؤں۔ اور تیسرے دن جی اُٹھوں۔ اس پر پطرس اسے الگ لے جا کر اُسے ملامت کرنے لگا کہ اے خداوند خدا نہ کرے۔ یہ تجھ پر ہرگز نہیں ہونے کا۔ اُس نے پھر کر پطرس سے کہا۔ اے شیطان میرے سامنے سے دور ہو تو میرے لئے ٹھوکر کا باعث ہے۔ کیونکہ تو خدا کی باتوں کا نہیں بلکہ آدمیوں کی باتوں کا خیال رکھتا ہے۔ متی ۱۶: ۲۱-۲۳۔ اُسکی تمام زندگی میں شروع سے آخر تک ایک ہی تار گونجتا ہوا سنائی دیتا ہے۔ چنانچہ وہ یروشلم کو گیا اور بہت دُکھ تکلیف برداشت کر کے صلیب پر قربان ہو گیا۔

یہ بات بھی قابل غور ہے کہ اس کا ایسا سچا ایمان اور اعتقاد اپنے دھرم شاستر کی بنیاد پر تھا وہ کسی رومی۔ یہودی یا یونانی فرق کی تہذیب یا شریعت کی پیروی نقل نہیں کرتا تھا۔ اُس نے مُردوں میں سے زندہ ہو جانے کے بعد دو شاگردوں سے گفتگو کرتے ہوئے جو ان باتوں سے حیران اور پریشان ہو رہے تھے۔ صفائی سے کہا اے نادانو اور نبیوں کی ساری ۔۔۔ باتوں کے ماننے میں سست اعتقادو کیا مسیح کو یہ دُکھ اُٹھا کر اپنے جلال میں شامل ہونا ضرور نہ تھا۔ پھر موسٰے سے اور نبیوں سے شروع کر کے سارے نوشتوں میں جتنی باتیں اس کے حق میں لکھی ہوئی ہیں وہ اُن کو سمجھا دیں۔ لوقا ۲۴: ۲۵-۲۷۔

سوامی شردھانند کی موت ۔ اس شہادت کے مقابلہ میں ہمارے آریہ دوست سوامی شردھانند کی موت پیش کر کے اُسکو افضل و اعلےٰ بتاتے ہیں۔ مبالغہ اور مغالطہ سے کام لینا تو ہمارے آریہ مترون کا خاصہ ہی ہو چکا ہے۔ اس لئے اسکی نکتہ چینی ہی فضول ہے۔ بلکہ ہم تو ایسے بیانات پڑھ کر اور سن کر خوش ہوتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ ؎

تم جبر کئے جاؤ ہم صبر کئے جائیں
اللہ تو منصف ہے اللہ جزا دیگا

کلیم

محبّت اور خدا

جناب دوست جالندھری کے قلم سے

ایک مدت سے میں عشق میں سرشار تھا میں بیخود و مست کبھی اور کبھی ہوشیار تھا میں
بس کہ اک رند خرابات تھا میخوار تھا میں پھر مزا یہ کہ محبت کا طلبگار تھا میں

عالم مستی میں چھا جاتا تھا روح پر سکتہ
مجھ پہ "اسرار حقیقت" کھلے رفتہ رفتہ

بڑھ گئی حد سے زیادہ میری جب بیماری رنگ لائی میری راتوں کی یہ گریہ زاری
عالم بیہشی اک شب ہوا ایسا طاری اُٹھ گئی آنکھوں سے غفلت کی وہ چادر بھاری

آئی آواز یہ اک غیب سے "آتا ہوں میں"
"آ مرے بچھڑے ہوئے تجھکو بلاتا ہوں میں"

سن کے آواز نظر چاروں طرف دوڑائی وائے تقدیر کہ ہاتف نہ پڑا دکھلائی
خوف سے روح بھی قالب میں بہت گھبرائی یہ صدا کانوں میں آئی تو کدھر سے آئی

دے کے آواز کہاں گم گیا آنے والا
کون تھا بار خدایا یہ بلانے والا

پھر ندا آئی کہ اے دوست نہ گھبراؤ تم حوصلہ دل میں رکھو آتا نہ ڈر جاؤ تم
جستجو تم کو مسیح کی ہے تو مل جاؤ تم تو بلاتا ہوں تمہیں میری طرف آؤ تم

پوچھنے والوں کو منزل کا پتہ دیتا ہوں
بھولے بھٹکے ہوؤں کو راہ لگا دیتا ہوں

سامنے آ کے ذرا چہرہ دے تو پیانے کو ساقیا یاد کرینگے ترے میخانے کو
اور سینے سے لگا عشق کے دیوانے کو شمع لے لیتی ہے آغوش میں پروانے کو

چاہنے والوں سے اے جان یہ پردا کیسا
دیکھ لیں ہم بھی ذرا ہے رُخ زیبا کیسا

دیکھ او چاہنے والے کہ اب آتا ہوں میں چہرۂ جرپائے محبت کو دکھاتا ہوں میں
باتیں مطلب کی تجھے آج سُناتا ہوں میں اپنے مشتاق کو سب بھید بتاتا ہوں میں

خود کو گم کر دے محبت میں محبت ہے یہی
بس کہ محبوب سے ملنے کی تو صورت ہے یہی

کھل گئی آنکھ تو بستر سے میں بیدار ہوا اور بھی اُسکی محبت میں میں سرشار ہوا
دل پہ صحرا تھا کبھی اب گل گلزار ہوا ناز ہو کیوں نہ کہ یہ محرم اسرار ہوا

راہ سیدھا دل گمراہ کو دکھایا اس نے
باتوں باتوں میں سبھی راز بتایا اس نے

ڈھونڈنے بارہا جسکو گئے کہساروں میں جستجو جسکی کیا کرتے تھے گلزاروں میں
دیکھا کرتے تھے جسے دشت کے خاروں میں آدھی راتوں کو جسے ڈھونڈتے تھے تاروں میں

ڈھونڈنے جسکو گئے کعبے میں بتخانے میں
پا لیا آج اُسے دل کے صنم خانے میں

نورافشاں

مطبوعہ ۸ اپریل ۱۹۲۶ء

عید قیامت

ہمارے ناظرین کرام کو عید قیامت مبارک ہو

خداوند کی کلیسیا ۱۰ اپریل کے شروع سے خداوند یسوع مسیح کی صلیبی موت اور قیامت کی یاد میں معروف ہے۔ ۱۰ اپریل کا روز عید قیامت کا روز مقرر ہے۔ جس میں خداوند کے تمام شاگرد قیامت مسیح کی خوشی منائینگے ہم اپنے جملہ ناظرین کو عید قیامت کی مبارکباد عرض کرتے ہیں۔

ہماری خداوند کی قیامت میں خوشی میں حصہ لینے سے پیشتر ہر ایک مسیحی کو خداوند کی صلیبی موت کے روز کو یاد کرنا ضروری ہے۔ خداوند کی صلیبی موت کے دکھوں کا احساس کرنا لازمی ہے۔ جب تک ہم اسکی صلیبی موت کے دکھوں میں شرکت حاصل نہ کریں تب تک ہمیں خداوند کے مردوں میں سے زندہ ہونے کی کافی خوشی حاصل نہیں ہو سکتی ہے۔ اسوجہ سے ہم خداوند مسیح کے صلیبی دکھوں کا ذیل میں ذکر کرتے ہیں۔ اور صرف کلام اللہ کے الفاظ پیش کرتے ہیں تاکہ خداوند کے پیارے ان پر غور وفکر کریں۔ اس صلیبی موت کے اغراض ومقاصد پر سوچکر اس دکھ کا احساس کریں۔ جو خداوند کو ہماری خاطر مصلوب ہونے میں اٹھانا پڑا تھا۔

کلام اللہ میں آیا ہے

۱۰ اور جو آدمی یسوع کو پکڑے ہوئے تھے اُس کو ٹھٹھے میں اڑاتے اور مارتے تھے اور اُسکی آنکھیں بند کر کے اُس سے یہ کہکر پوچھتے تھے۔ نبوت سے بتا کس نے تجھ کو
۱۸ اور انہوں نے طعنے سے اور بھی بہت سی باتیں اس کے خلاف کہیں۔ لوقا ۲۲: ۶۳-۶۵+

پھر لکھا ہے کہ۔ پھر ہیرودیس نے اپنے سپاہیوں سمیت اسے ذلیل کیا اور ٹھٹھے میں اڑایا لوقا ۲۳: ۱۱ پھر پلاطوس نے سردار کاہنوں اور سرداروں اور عام لوگوں کو جمع کر کے ان سے کہا کہ تم اس شخص کو لوگوں کا بہکانے والا ٹھہرا کے میرے پاس لائے ہو اور دیکھو میں نے تمہارے سامنے ہی اسکی تحقیقات کی۔ مگر جن باتوں کا الزام تم اس پر لگاتے ہو اُسکی نسبت نہ میں نے اُس میں کچھ قصور پایا نہ ہیرودیس نے۔ کیونکہ اُس نے اُسے ہمارے پاس بھیجا ہے اور دیکھو اس سے کوئی ایسا فعل نہیں ہوا کہ وہ قتل کے لائق ٹھہرتا لوقا ۲۳: ۱۳ و ۱۵ پھر لکھا ہے۔

جب وہ اُس جگہ پر پہنچے جسے کھوپڑی کہتے ہیں تو وہاں اُسے صلیب دی اور۔ ایک نوشتہ بھی اُس کے اوپر لگایا گیا تھا کہ یہ یہودیوں کا بادشاہ ہے۔ لوقا ۲۳: ۳۸۔۔ یسوع نے کہا اے باپ ان کو معاف کر کیونکہ یہ جانتے نہیں کہ کیا کرتے ہیں لوقا ۲۳-۳۳-۳۴ پھر لکھا ہے کہ

پھر یسوع نے بڑی آواز سے پکار کے کہا کہ اے باپ میں اپنی روح تیرے ہاتھوں میں سونپتا ہوں اور یہ کہکر دم دیدیا۔ لوقا ۲۳: ۴۶۔

لاریب خداوند کا صلیب دیا جانا امر جبری تھا

جو خداوند یسوع مسیح کے خونخوار دشمنوں کے تقاضے سے اور رومی سرکار کے ظالمانہ حکم کی تعمیل سے وقوع میں آیا تھا۔ لیکن یہاں پر یہ بات دیکھنے کے لائق ہے کہ خداوند یسوع مسیح مصلوب ہونے میں بھی یگانہ اور بے مثل رہا۔ سقراط بھی جبری موت سے مرا تھا۔ مگر وہ ہرگز اپنے پیچھے وہ کارنامہ چھوڑ کر نہیں گیا۔ جو خداوند یسوع مسیح کی صلیبی موت سے وابستہ ہے۔ سقراط کو عدالت نے بے قصور جانکر زہر کا پیالہ پلانے پر مجبور نہ کیا تھا۔ پر خداوند یسوع مسیح کو عدالت نے بے قصور مانکر صلیبی موت مرنے پر مجبور کیا۔ سقراط نے اپنے دشمنوں کو معافی نہ دی تھی۔ مگر خداوند یسوع مسیح نے اپنی صلیبی موت کے انتہائی دکھوں میں اپنے دشمنوں کو معافی دی۔ اُن کے لئے خدا باپ سے دعا مانگی۔ سقراط نے یا کسی دوسرے پیشوا نے صلیبی دکھوں کی حالت میں اپنی روح خدا کے ہاتھ میں نہیں سونپی مگر خداوند یسوع مسیح نے صلیبی موت کی حالت میں بھی خدا باپ سے موافقت ومواصلت قائم رکھی۔ اُس کے دشمنوں کا قہر وغضب گویا جہنم بنکر اُسکے دل اطمینان کو بھسم کرنے میں بھڑکتا رہا۔ مگر خداوند یسوع مسیح کے دل اطمینان کے آگے وہ سرد اور بیکار تھا۔ آخری دم تک اس میں ضعف وکمزوری کی نمائش نہ ہوئی۔ تاریخ انسانی ہزارہا ایسے انسان پیش کر سکتی ہے۔ جو مرنے کے لئے مجبور کئے گئے تھے۔ مگر خداوند یسوع مسیح کا ثانی ایک بھی پیش نہیں کر سکتی جسے پیدایش کے وقت چرنی میں جگہ ملی۔ جس نے عمر بھر لوگوں کا بھلا کیا جسے زندگی بھر قابل اور صاحب اقتدار دوست نصیب نہ ہوئے جسکی مخالفت پر زمانہ کی طاقتیں جمع ہو گئیں۔ جو اپنی زندگی اور موت میں صادق ووفادار اور اپنے دشمنوں کا بھی خواہاں رہا۔ جو اپنی قوم کی بغاوت وسرکشی کے باوجود اپنی قوم کا بادشاہ ہو کر اس جہان سے رخصت ہوا تمام جہان اگر اُسے محض انسان بتلائے۔ تو بھی اُس کا انسان سے بالا اور اعلیٰ ہونا ثابت ہے۔ اگر یسوع ناصری محض انسان ہو تو ہمیں اس بات کا اعتراف کرنے میں ذرا بھی تامل نہیں کہ بنی آدم میں خداوند یسوع مسیح کے سوا کوئی انسان کہلانے کا مستحق نہیں ہے کیونکہ ہم یسوع مسیح جیسا انسان آج تک تاریخ انسانی میں نہیں پا سکے ہیں اور نہ پانے کی امید رکھتے ہیں جس نے اپنی زندگی اور زندگی کے کام سے اور زندگی کے انجام سے ہی دو ہزار برس تک بنی آدم کے قلوب پر حکمرانی کر دکھائی ہے۔ اگر انسان ایسی ہی ہستی کو کہا جا سکتا ہے تو بنی آدم کو انسان کہلانے کی ڈینگیں مارنا ترک کر دینا چاہئے

نورافشاں کی توسیع اشاعت کے لئے نہایت سرگرمی سے کوشش کیجئے +

خفیہ شاگرد

عنوان مافوق کی ذیل میں مسٹر ایف - ایم نجم الدین صاحب نے نہایت قیمتی خیالات سپردِ قلم کرکے برائے اشاعت ہمارے پاس بھیجے ہیں۔ قسط اول ناظرین نورافشاں کے فائدے کے لئے درج اخبار کی جاتی ہے۔ امید واثق ہے کہ مسٹر نجم الدین کے فاضلانہ مضمون سے کثیر اصحاب کو فیض و نفع کثیر حاصل ہوگا۔ اڈیٹر

اگر آپ نے خداوند یسوع مسیح کی زندگی کا حال پڑھا ہے تو آپ نے ضرور اس بات کا لحاظ کیا ہوگا کہ جہاں ایک طرف "عام لوگ خوشی سے اُس کی سنتے تھے" (مرقس ۱۲: ۳۷) دوسری طرف یہود کے سرآمدہ مذہبی علما اور سیاسی رہنماؤں نے نہ فقط پیام ربانی کو مسترد ہی کیا بلکہ نہایت جوش و خروش سے اُس کی مخالفت کی حتیٰ کہ وہی اُسکی صلیبی موت کے بھی موجب ہوئے اس ناروا سلوک کی متعدد وجوہ تھیں۔ اور ان میں سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ خداوند مسیح کی تعالیم اور اُس کے مسیح موعود یا یہودیوں کے نجات دہندہ ہونے کے دعاوی ان حضرات کی تعلیمات اور تصورات مسیحائی سے سراسر متبائن اور متناقض تھے۔ اُن کے نزدیک آنخداوند کو قبول کرنا گویا مدت العمر کے تعصبات کی پائمالی اور غرور کا سرنیچا ہونے کے ہم معنی تھا۔ سو اندریں صورت بجز اس کے کہ وہ اس کی مخالفت پر کربستہ ہوجاتے کوئی چارہ کار نہ تھا۔ اُن کی ہستی۔ اُن کا دبدبہ۔ ان کی شان و حشمت معرض خطر میں تھے اس لئے اُنھوں نے بھی اُسکی مخالفت اور مکاذبت میں سرتوڑ کوشش کی۔ بایں ہمہ ان سرگردہ رہنمایان قوم میں چند ایک ایسے ارباب اتقا بھی تھے۔ کہ اُنھوں نے خداوند مسیح کی عجیب تعلیم سنی اور اُس کے حیرت انگیز کام دیکھے تو اپنے دلوں میں فوراً قائل ہوگئے۔ کہ وہ درحقیقت بمطابق دعویٰ خود مسیحا ہی تو ہے۔ چنانچہ ہم پڑھتے ہیں کہ سرداروں میں سے بھی بہتیرے اُس پر ایمان لائے مگر فریسیوں کے سبب اقرار نہ کرتے تھے۔ ایسا نہ ہو کہ عبادت خانے سے خارج کئے جائیں۔ کیونکہ وہ خدا سے عزت حاصل کرنے کی نسبت انسان سے عزت حاصل کرنی زیادہ چاہتے تھے۔" (یوحنا ۱۲: ۴۲-۴۳)

اسی قبیل کے دو اشخاص کا تذکرہ ہم انجیل مقدس میں پاتے ہیں۔ ان میں سے ایک کا نام نقودیمس تھا۔ ایک موقعہ پر جب آنخداوند یروشلم میں تھے نقودیمس آپ کی ملاقات کو آیا۔ وہ ایک بڑا یہودی سردار تھا۔ اس لئے ڈرتا تھا کہ اگر دن کے وقت گیا تو لوگ دیکھ پائینگے۔ اور اُس کے پابندِ شریعت اور راسخ الاعتقاد لیڈر ہونے کی شہرت جاتی رہیگی۔ بس اس نے لوگوں کی نظر سے بچنے کی خاطر تاریکی شب کی آڑلی۔ جو گفتگو خداوند مسیح اور نقودیمس کے درمیان ہوئی۔ اس کی اجمالی کیفیت انجیل یوحنا باب سوم میں مندرج ہے۔ وہ بڑی صداقت جو حضور نے نقودیمس کے دلنشیں کرنا چاہی یہ تھی کہ اگرچہ مؤخرالذکر مذہب کا بڑا پابند اور یہودیوں کا ایک مسلمہ لیڈر تھا تو بھی وہ یا کوئی اور شخص محض اپنی کوشش سے ایسی زندگی کہ جو خدا کی نظر میں منظور و مقبول ہو سکے۔ بسر کرنے کے قابل ہو سکتا تھا۔ تاوقتیکہ خدای کریم اُسے نئی روحانی زندگی عطا نہ فرمائے۔ یا بہ الفاظ دیگر وہ "ازسرِنو" پیدا نہ ہو نئی پیدائش فطری پیدائش پر منتج ہے اور نہ ہی اس کا حصول صرف چند ایک مذہبی رسومات کی ادائیگی سے ہوسکتا ہے۔ بلکہ جس نئی روحانی زندگی کا ذکر آنخداوند نے کیا وہ اُس کی روح کے وسیلے آدمیوں کے واسطے خدا کی بخشش ہے۔ نقودیمس اس عجیب گفتگو سے متاثر تو ضرور ہوا ہوگا۔ لیکن ہمیں علم نہیں کہ وہ زاں بعد بھی خداوند کے ساتھ کبھی ہمکلام ہوا یا نہیں۔ وہ اپنے دل میں تو اُس نئے اُستاد کی جانب ایک بڑی کشش محسوس کرتا تھا۔ لیکن اس کی پیروی کرنا بھی تو "ایک کارے دارد" کا معاملہ تھا۔ اُسے اپنے منصب جلیلہ کو ترک کرنا پڑتا اور کل قدیمی احباب بھی اُس سے نفرت کرتے اور اچھوتوں کا سا سلوک روا رکھنے لگ جاتے جس کے مقابلہ کی اُسے مطلقاً تاب نہ تھی تاہم ایک مابعد کے موقعہ پر ہم دیکھتے ہیں کہ جب یہودی سرداروں نے خداوند مسیح کو گرفتار کرنے کی کوشش کی اور معاملہ اُن کی مذہبی مجلس میں زیربحث تھا۔ نقودیمس نے یہود کی اس کارروائی کے خلاف سرسری طور پہ آواز اٹھائی اُس نے کہا کہ کیا ہماری شریعت کسی شخص کو مجرم ٹھہراتی ہے۔ جب تک پہلے سُن کر اسکو جان نہ لے کہ وہ کیا کرتا ہے؟ (یوحنا ۷: ۵۱) نقودیمس خداوند مسیح کو کم از کم ایک بڑا روحانی اُستاد تسلیم کرتا اور اُسے مامور من اللہ سمجھتا تھا اور یہ احتجاج جو اُس نے اُس کے حق میں کی حالانکہ نہایت ہی کمزور اور ڈھیلی سی تھی۔ تاہم سب طرف سے لعن طعن اور سب و شتم کی جو اس پر بوچھاڑ ہونے لگی۔ تو بیچارہ دبک کر خاموش ہو رہا اور جہاں ہم جانتے ہیں اُس نے آنخداوند کے صلیب پر مرجانے تک علانیہ طور پر کبھی اس میں دلچسپی نہ دکھائی۔ تب اُس کا ایک اور رفیق یوسف ساکن ارمتیہ بھی جو یہودیوں کے خوف سے مسیح کا ایک خفیہ شاگرد تھا (یوحنا ۱۹: ۳۸) نقودیمس کے ساتھ اس کام میں اس کا شریک تھا۔ چنانچہ ان دونوں دوستوں نے یہودی دستور کے مطابق مسیحِ پاک کے لاشۂ مبارک کی تجہیز و تکفین کا فرض اپنے ذمہ لیا (متی ۲۷: ۵۷-۵۹۔ مرقس ۱۵: ۴۳-۴۵۔ لوقا ۲۳: ۵۰۔ یوحنا ۱۹: ۳۸-۴۲) اور جس قبر میں اُسے رکھا گیا وہ یوسف ارمتیہ کی تھی۔ جائے غور ہے کہ اس موقعہ پر ان سربرآوردہ آدمیوں کا سلوک اُن کے قبل کے طرزِ عمل سے کہ جب وہ علانیہ طور پر مسیح کے شاگرد ہونے کا اقرار کرنے سے ہچکچائے۔ تھے کس قدر مختلف ہے۔ یوسف جرأت سے پیلاطس کے پاس گیا۔ (مرقس ۱۵: ۴۳) کہ مسیح کی نعش دفنانے کی اجازت چاہے۔ اور یوں اُسکا ایک ایسے شخص کے ساتھ جو صلیب کی شرمناک موت مرا ہو ہمدردی دکھلانے کا نتیجہ سوای اس کے کہ ان کے دیرینہ رفقا کی طرف سے برملا اظہار نفرت ہوتا اور



سچا ہو سکتا تھا اور ہم محسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ خداوند مسیح پر ایمان لے آنے کا یہ کھلم کھلا اقرار اگرچہ کمزور سا تو تھا لیکن حقیقی ضرور تھا۔ ان ہر دو اشخاص کی مابعد کی روحانی زندگی کا حال انجیل مقدس میں نہیں آیا البتہ یوسف ارمتیہ... کی بابت ایک روایت بیان ہوئی ہے کہ وہ مسیح خداوند کا نہ صرف ایک سچا شاگرد ہی بنا بلکہ انجیل جلیل کا ایک بڑا سرگرم مبلغ بن کر بشارتی پیغام کو مغرب میں تا انتہائی برطانیہ عظمےٰ جو اُن دنوں ایک نیم وحشی اور غیر مسیحی ملک تھا لے گیا۔

عین وہی حالت جو آنخداوند کے دنوں میں نقودیمس اور یوسف ارمتیہ کی تھی اور ایسے بے شمار خفیہ شاگردوں کے وجود سے فلسطین میں پیدا ہو گئی تھی آجکل ہمارے ہاں بھی رونما ہے کہ سرزمین ہند میں ایسے اشخاص کی تعداد جو مسیح کے خفیہ شاگرد ہیں بیسیوں یا سینکڑوں ہی نہیں بلکہ ہزاروں تک پہنچی ہوئی ہے۔ بظاہر تو وہ اپنی پُرانی رسوم و روایات کے کم و بیش پابند ہیں لیکن خداوند مسیح کے پیام نجات نے اُن کے قلوب مسخر کر لئے ہیں اور وہ اپنے تبدیل دل کا راز عوام سے پوشیدہ رکھتے ہوئے مسیح کی تعلیم کے مطابق زندگی بسر کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اور کیا عجب کہ ہمارے ناظرین کرام میں بھی کئی ایک صاحب اس زمرہ میں آتے ہوں ہمیں اس بات کو تسلیم کرنے میں مطلق گریز نہیں کہ جیسے نقودیمس اور یوسف ارمتیائی کے لئے مشکل تھا ویسے ہی ہندوستان بھر کے خفیہ شاگردوں کے لئے بھی مشکل بلکہ شاید مشکل تر ہو کہ مسیح خداوند کے ساتھ عہد وفا باندھنے اور اُسکی بیعت کرنے کا کھلے بندوں اعتراف کریں اور جس اُخوت یعنے کلیسیائے جامع کی اُس نے بنا ڈالی اس کے شریک بن سکیں تاہم اب ہم نے دیکھنا یہ ہیں کہ حضور مسیح کا علانیہ اقرار کر کے وہ کھو کیا دیتے بلکہ یہ کہ اُنہوں نے ایسا نہ کر کے کیا کچھ کھو دیا۔

(باقی آیندہ)

(ترجمہ) الیف۔ ایم۔ نجم الدین۔

نورافشاں کو قلمی امداد دیتے رہئے۔

بہادر جاں باز

ساحتِ جاوید کا آغاز ہے انجام یخ
خارزارِ زندگی ہے گلستانِ زندگی۔

۲۸۶ء کا ذکر ہے کہ ایک مسیحی پلٹن جو تھیبس شہر کے نام سے موسوم تھی میکسیمن آگستس کے حکم سے مغرب میں آئی۔ اُس کا شمار چھ ہزار چھ سو تھا۔ جب وہ لوگ آکٹوڈورم شہر کے نزدیک آئے تب انہیں معلوم ہوا کہ میکسیمن نے ہمیں مسیحی بھائیوں کے قتل کرنے کے لئے بلایا ہے سو انہوں نے متفق ہو کر آگے جانے سے انکار کیا۔ میکسیمن نے بڑے غصہ میں آکر دوسری پلٹن کو بلایا اور ان سب کو قتل کروایا۔

اس کے بعد قیصریہ میں پروکاپیس نامی ایک دیندار شخص تھا جو حاکم کے سامنے بلایا گیا۔ حاکم نے پوچھا کیا تم مسیحی ہو؟ اس نے بڑے استقلال سے جواب دیا کہ "ہاں میں مسیحی ہوں"۔ حاکم نے کہا "کیا تم ہمارے خداوند اور قیصر کے مذبح پر بخور جلانے کو تیار ہو؟" پروکاپیس نے جواب دیا "نہیں میں ہرگز تیار نہیں ہوں"! حاکم نے کہا "میں تم کو حکم دیتا ہوں کہ یہ کرو۔ تا کہ ثابت ہو کہ تم قیصر کی وفادار رعیت میں شامل ہو"۔ اُس نے جواب میں کہا "میں قیصر کا وفادار اور نمک حلال خادم ہوں۔ اور کوئی شخص یہ ثابت کر نہیں سکتا کہ میں کبھی بھی اس معاملہ میں قاصر نکلا ہوں تاہم قیصر کے مذبح پر بخور جلا نہیں سکتا"۔ حاکم نے کہا۔ "اس سے صاف ظاہر ہے کہ تم قیصر اقدس کا حکم ماننے سے انکار کرتے ہو"۔ پروکاپیس نے بڑے ادب سے جواب دیا کہ "میں قیصر کا وفادار اور جان نثار خادم ہوں۔ مگر خدا کا حق اُسے دے نہیں سکتا"۔ حاکم نے کہا۔ "اب تو تم خود اپنے منہ سے بغاوت اور سرکشی کے مجرم ہو گئے" اور پھر لوگوں کی طرف مخاطب ہو کر کہا "چونکہ مجرم نے اپنے جرم کا اقرار کر لیا ہے۔ اس لئے میں حکم دیتا ہوں کہ وہ قتل کیا جائے"۔ پروکاپیس اپنی موت کا فتوےٰ سنکر خوش ہوا اور کہا سے

نہ گھبرا اے دل وا ماندہ اب منزل قریب آئی
اسی بستی کے آگے اور تیرا اک بستی ہے

سو وہ مظلوم بڑی بے رحمی سے قتل کیا گیا

اس کے بعد اور بہت سے مسیحی ستائے اور مارے گئے۔ ایک بزرگ کو اُن ظالموں نے یہاں تک ظلم کیا کہ اُسکو پکڑ کر دھیمی آگ پر اس غرض سے کہ اس کو خوب ایذا پہنچے کباب کیا۔

ایک اور جوان تھا جسکو پہلے تو اُنہوں نے بہت زدوکوب کیا اور شکنجے میں کس کر قید میں ڈالا۔ بعد ازاں اُس کے پاؤں پر چیتھڑے باندھے اور اُس پر تیل ڈالکر آگ لگا دی۔ اور جب وہ ادھ مؤا ہوا تو سمندر میں ڈبو دیا

پھر پولوس نام ایک اور شخص تھا جس پر مسیحی ہونے کے باعث موت کا فتوےٰ دیا گیا۔ اس نے جلاد سے کچھ دیر کے لئے مہلت مانگی۔ اس نے اُسے مہلت دی۔ پولوس نے وہ سارا وقت دعا مانگنے میں صرف کیا۔ پہلے تو اس نے اپنے مسیحی بھائیوں کے لئے کہ وہ جلد ان ایذاؤں سے رہائی پائیں رو رو کر دعا مانگی اور بعد اس کے اُس نے یہودیوں اور سب آدمیوں کے لئے کہ جلد خدا کی شناخت اور مسیح سے اُلفت نصیب حاصل ہو دعا کی۔ آخر میں اُس نے حاکم وقت کے لئے جس نے اُس پر موت کا فتوےٰ دیا تھا اور قیصروں کے لئے جنہوں نے یہ ظلم برپا کیا تھا اور قاتلوں کے لئے جو بے گناہوں کے خون سے ہاتھ رنگتے تھے دعا مانگی۔ پھر بڑے استقلال سے اپنی گردن تلوار کی ضرب کے لئے جھکا دی اور شربتِ شہادت نوش کیا۔

ان نامدار شہدا کے درمیان قیصریہ کی کلیسیا کا ایک پرسبٹر پمفیلیس نامی بھی تھا۔ جس وقت اس پر موت کا فتوےٰ دیا گیا۔ اس وقت ایک جوان شخص نے جسکا نام پارفری تھا بھیڑ کے درمیان میں سے زور سے پکار کر حاکم کی منت کی کہ اس بزرگ کی لاش دفن کی جائے۔ جب حاکم نے اُسکی یہ بات سنی تو پوچھا۔ "کیا تو بھی مسیحی ہے؟" اس جوان نے کہا ہاں! اس پر حاکم نے اُسے شکنجے میں کسنے کا حکم دیا اور جب شکنجے میں کسا گیا تو اُسکو دھیمی آگ پر کباب کیا۔

اس کے بعد دس اور مسیحی قتل کئے گئے۔ جن

میں سے مشہور سلیکیس سپاہی تھا۔ پھر جولیس نامی ایک اور شخص کا ذکر ہے جو ابھی پردیس سے آیا ہوا تھا۔ جب اُس نے اپنے مسیحی بھائیوں اور بہنوں کی شہادت کی خبر سنی تو مقتل کی طرف دوڑا چلا آیا۔ اور ان کی لاشوں کو زمین پر پڑی ہوئی دیکھ کر انہیں بوسہ دینے لگا۔ لوگوں نے فوراً اُسے گرفتار کیا اور بڑے عذاب سے اس کی جان لی۔

اسی طرح انگلستان میں بھی بہت سے مسیحی مردوں اور عورتوں نے جن میں سے مشہور شہید جارج والبن تھے شہادت کا تاج پہنا۔ البن کے بارہ میں مسطور ہے کہ وہ اپنی شروع جوانی سے علم کا بڑا شائق تھا۔ اس نے علم کی تلاش کی خاطر روم کا سفر کیا۔ اور جب وہاں سے واپس آیا۔ تب ویرولام نامی ایک قصبہ میں اُسی جگہ کے قریب جہاں کہ اب اس کے نام کا ایک قصبہ (کینٹ ہال اور خانقاہ آباد ہیں) آ کر رہا۔ اس وقت تک البن بت پرست تھا۔ لیکن جس وقت کہ روم کے قیصر کا فرمان برطانیہ کے حاکم کے نام آیا اور مسیحیوں کی ہر کہیں تلاشی ہونے لگی۔ اُس وقت اُس نے اُن پر ترس کھا کر اُن کے ایک پادری کو اپنے ہاں پناہ دی اور اُسکو اُس کے ستانے والوں سے کچھ دنوں تک چھپائے رکھا۔ اس عرصہ میں البن نے جب اس دیندار شخص کو نہ صرف دعا مانگنے میں مشغول ہوتے دیکھا۔ بلکہ اُسکو ایک پاک زندگی بسر کرتے ہوئے پایا تو اُس کی تعلیم کی طرف رجوع ہوا۔ اور بہت جلد مسیح کا ایماندار بندہ بن گیا۔ چند دنوں کے بعد وہاں کے حاکم کو اس بات کا پتہ ملا کہ جسکی تلاش میں ہم ہیں وہ البن کے گھر میں روپوش ہے تو اُسکی گرفتاری کے لئے اس کے گھر پر سپاہیوں کو روانہ کیا۔ البن نے جب یہ خبر سنی تو اپنے کپڑے اُس پادری کو پہنا کر اُسے فرار کیا اور خود پادری کا لباس پہنکر سپاہیوں کے سامنے آحاضر ہوا۔ اُنہوں نے اس گمان سے کہ وہ شخص جسکی ہم تلاش کرتے ہیں یہی ہے پکڑ لیا اور حاکم کے روبرو لا کر کھڑا کیا۔ حاکم اس بات سے کہ وہ البن ہے اور اُس نے پادری کو موت سے بچایا سخت ناراض ہوا اور اُسکو کہا کہ "یہ تم نے کیا کیا؟ لیکن اگر اب بھی تم بتوں کی پرستش اختیار کرو اور قیصر کے بُت کے سامنے سجدہ کرو تو آزاد ہو گے ورنہ قتل کئے جاؤ گے۔" البن نے اس بات سے انکار کیا۔ اور تب بعد چند سوالوں کے اُسے سخت تازیانے لگوائے اور قتل کیا۔

یہی راستبازوں کا ہوتا ہے طور
کہ دنیا میں سہتے ہیں وہ ظلم و جور
نہ کیوں مسیحی ہم بھی اپنے پیارے منجی مسیح مصلوب
کی خاطر دکھ اُٹھانے کو تیار رہیں؟

راقمہ (مسز) کے خیراللہ۔ کلارک آباد

حفظِ صحت

عنوان مافوق کی ذیل میں ہم مسز طالب مسیح صاحبہ کمیونڈر اور مڈوائف کے قیمتی خیالات و مشورے ناظرین کرام کے فائدے کے لئے پیش کرتے ہیں ہمیں قوی امید ہے کہ مسز طالب مسیح صاحبہ مسیحی والدین اور اُن کے بچوں کے لئے نہایت مفید مشورے سپرد قلم کرتی رہینگی۔ ہماری بزرگ بہن مسز خیراللہ صاحبہ کی تحریرات کے ساتھ مسز طالب مسیح صاحبہ کا نورافشاں کی قلمی امداد پر کمر بستہ ہونا ہمارے لئے واقعی باعث فخر اور موجب اطمینان امر ہے مسیحیوں کی خوش قسمتی ہے کہ ہماری مسیحی بہنوں میں اپنی مسیحی جماعت کی فلاح و بہبودی کا خیال زیادہ ہوتا جاتا ہے۔ ہمیں ایسی بہنوں کی مخلص اور کوششوں سے مقدور بھر فائدہ اُٹھانا چاہئے

ایڈیٹر

قبل اس کے کہ ہمارے ناظرین نورافشاں کی مسرت اندوز نہروں سے آنند حاصل کریں اور اس ظہور و مقاصد سے مطلع ہوں ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ہم ناظرین کی نگاہوں کو کائنات کے اوراقِ رنگین کے مطالعہ کی طرف مبذول کریں اور ان سے پوچھیں کہ وجودِ انسانی کس بنا پر قائم ہے۔ تاکہ انکا بیان نورافشاں کے ظہور و مقاصد کی تمہید ٹھہرے اور ناظرین کو معلوم ہو جائے کہ "نورافشاں" کے اصول و قوانین نہ صرف قدرت کے زیر دست قوانین کے ساتھ ساتھ چلکر تندرستی اور شادمانی کی زندگی بسر کرنے کی ہدایت کرتے ہیں۔ بلکہ فلاح عامہ اسی میں ہے کہ ان قوانین کی پابندی کی جائے۔ اور اگر پابندی نہ کی جائے تو ہر ایک آسایش اور راحت کے چاہنے والے وجود کو آلام و مصائب کے گھنونے خارزار سے گذرنا ہوگا جس کا نتیجہ بجز ناکامی اور نامرادی کے اور کچھ نہیں۔

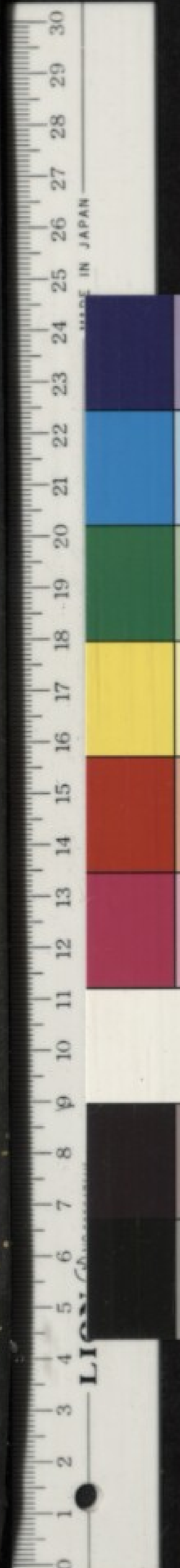
اُف! کجا بود مرکب کجا تاختم۔ جلد معترض نے کہاں سے کہاں لا پھینکا۔ مگر نہیں توسنِ قلم راستہ پہچانتا ہے۔ وہ یقیناً جادۂ مستقیم پر ہی اپنی جولانیاں دکھائیگا۔ چنانچہ بات تو اس میں تھی کہ ہمارے ناظرین کتاب عالم کے اوراق کا ایک سرسری نظر سے مطالعہ فرمائیں اور ہمیں بتائیں کہ وجود انسانی کیونکر قائم ہے اگر مبصرین اس پر توجہ فرمائینگے۔ تو انہیں معلوم ہو جائیگا کہ یہ استفسار واقعی کوئی ایسی چیز نہیں کہ اُلجھاؤ اگر کچھ دھندا ہو یا کوئی معمے کی صورت نہیں نہیں یہ بات نہ تو چیستان ہے نہ عقدہ لاینحل بلکہ یہ ایک سیدھی بات ہے کہ جب بھی ہم اس پر غور کریں کہ کونسی چیز ہے جو انسانی وجود کو سزاوار نعمت ہے تو فطرتِ سلیمہ فوراً پکار اُٹھیگی کہ وہ چیز

صحت ہے صحت
تندرستی ہزار نعمت ہے تندرستی

ہاں جسے دوسرے لفظوں میں یہ کہا جاوے۔ کہ آسایش اس گھر کی لونڈی ہے۔ راحت اسی کی خانہ زاد باندی ہے۔ آرام اسی گھر کا دربان ہے۔ تمدن اور معاشرت کے اصول اسی نخل کی پھول اور پتیاں ہیں سیاحت اسی کا خیر ہی پھل ہے۔ فی الجملہ کسی شاعر نے خوب کہا ہے ؎

جتنے سخن ہیں سب میں یہی ہے سخن درست
اللہ رکھے آبرو سے اور تندرست

یہ ظاہر ہے کہ تندرست آدمی احکام الہی کو بھی اچھی





طرح سے بجا لا سکتا ہے اور امور دنیوی کو بھی اچھی طرح سے انجام دے سکتا ہے۔ جب یہ ثابت ہوا کہ بغیر صحت کے کوئی کام نہیں ہو سکتا۔ خواہ دینی ہو یا دنیوی تو پھر ہمیں حفظِ صحت کو سب سے مقدم سمجھنا چاہئے اور اپنی صحت کی نہایت قدر کرنی چاہئے۔ اب میں چند قوانین حفظِ صحت کے متعلق اپنے معزز ناظرین کی خدمت میں پیش کرتی ہوں۔ تاکہ ان کے مطابق تدبیر کرنے اور ان پر کاربند ہونے سے صحتِ انسانی میں کسی طرح کا فرق نہ آسکے۔ کیونکہ صحت کا دارومدار زیادہ قوانین قدرت کی پابندی پر منحصر ہے لہذا میں چند قوانین ہدیہ ناظرین کرتی ہوں۔

تدبیر ہوا

ہوا بھی حفظِ صحت میں بہت کچھ دخل رکھتی ہے اس واسطے کہ یہ انسان کے لئے ایسی ضروری چیز ہے جیسے مچھلی کے لئے پانی۔ اس کی زندگی کا دارومدار ہوا ہی پر منحصر ہے۔ اسی واسطے ہوا کے متغیر ہونے سے انسان کی صحت میں طرح طرح کے تغیرات واقع ہوتے ہیں۔ مثلاً ہوا میں رطوبت کا اثر پیدا ہوتا ہے تو زکام۔ نزلہ کھانسی وغیرہ کی کثرت ہوتی ہے۔ اور اسی طرح جب ہوا متعفن ہوتی ہے تو امراضِ وبائی اپنا رنگ دکھاتے ہیں اور انسان ہمیشہ کے لئے اپنی پیاری زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے علاوہ اس کے روح کی تعدیل ہوا ہی کے سبب سے ہوتی ہے کیونکہ روح بذاتہٖ گرم ہے اور حرکات بدنیہ سے حرارت پیدا ہو کر اس کو اور بھی گرم کر دیتی ہے۔ لہذا قدرت نے اس نقصان کے رفع کرنے کا کام منجملہ تمام موجودات کے ہوا سے لیا ہے۔ کیونکہ یہ بذریعہ تنفس کے پھیپھڑہ اور قلب تک پہنچ کر روح میں تعدیل پیدا کرتی ہے اور جو کچھ کہ اس میں دخانیت وغیرہ ہوتی ہے دوسری مرتبہ کے سانس لینے میں باہر نکال دیتی ہے۔ اب میں یہ بیان کرونگی کہ کونسی ہوا محافظ صحت ہو سکتی ہے اور کونسی نہیں۔ اس کے متعلق بڑے بڑے حکمانے چند اوصاف بیان کئے ہیں کہ جس ہوا میں یہ اوصاف ہونگے۔ وہ نہایت ہی عمدہ اور حافظ صحت ہوگی۔ اور جس ہوا میں یہ اوصاف نہ پائے جائینگے وہ کبھی محافظِ صحت نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ وہ اوصاف حسب ذیل درج کرتی ہوں:۔

اول۔ یہ کہ وہ ہوا معتدل ہو۔ نہ زیادہ گرم ہو اور نہ زیادہ سرد۔ کیونکہ اگر زیادہ گرم ہوگی تو امراض صفراوی مثلاً پیچش۔ اسہال۔ ہیضہ وغیرہ پیدا کریگی اور جو زیادہ سرد ہوگی وہ نمونیہ وغیرہ پیدا کریگی لہذا اس قسم کی ہواؤں سے حتی المقدور بچنا چاہئے۔ مثلاً اگر موسم گرما ہو تو چاہئے کہ عین دوپہر کو جبکہ آفتاب سر پر ہو تو کبھی باہر نہ نکلیں۔ اور مقدور ہو تو خس کی ٹٹیاں اپنے مکان میں لگا دیں تاکہ ہوا کے گرم جھونکوں سے امن رہے اور ایسی چیزوں کا استعمال کرنا چاہئے کہ جو گرمی کو بجھانے والی ہوں مثلاً گھیا۔ خرفہ۔ پالک وغیرہ اور میوجات میں سے تربوز نہایت ہی عمدہ چیز ہے اور وقتاً فوقتاً شربت انار۔ شربت فالسہ وغیرہ کا بھی استعمال چاہئے۔ اگر موسم سرما ہو تو ہرگز صبح کے وقت بغیر گرم کپڑے پہنے باہر نہ نکلنا چاہئے۔ اور غذائیں مقوی اور گرم کھانی چاہئیں مثلاً گوشت۔ بیضہ نیم برشت۔ حلوہ جات وغیرہ۔

دوسرے یہ کہ ہوا میں خراب یا گندے بخارات ملے ہوئے ہوں۔ کیونکہ یہ بخارات ہوا میں مل کر اس میں زہریلا اثر پیدا کرتے ہیں۔ جو کہ صحت کو نہایت نقصان پہنچاتا ہے۔ اس واسطے جس جگہ کہ نرسلوں کے کھیت ہوتے ہیں۔ یا جس جگہ تھوڑا پانی ٹھہرا ہوا ہوتا ہے اور اس کے گرد بڑے بڑے درخت ہوتے ہیں جس کے سبب سے خارجی ہوا ان میں نفوذ نہیں کر سکتی یا جہاں پر کہ مردار جانور سڑ جاتے ہیں اور اُن کا تعفن ہوا میں ملجاتا ہے۔ یا جس جگہ بارش کے پانی میں نباتی اشیا سڑ جاتی ہیں۔ اور اُن کا اثر ہوا میں پہنچ جاتا ہے تو وہاں کی ہوا نہایت خراب اور مضرِ صحت ہوتی ہے۔ لہذا چاہئے کہ انسان ایسے مقامات سے بہت پرہیز کرے اور جہاں تک ممکن ہو ایسی ہوا سے بچے۔

تیسری یہ کہ اس ہوا میں گرد وغبار اور دھواں وغیرہ نہ ملا ہوا ہو۔ ایسی ہوا نقصان پہنچایا کرتی ہے اسی واسطے جو لوگ کارخانہ جات میں ملازم ہوتے ہیں اُن کی صحت عموماً خراب ہوتی ہے۔ کیونکہ اس ہوا میں کارخانوں کا دھواں اور باریک دھاتی ذرات ملے ہوئے ہوتے ہیں۔ جو کہ مضر صحت ثابت ہو چکے ہیں۔ لہذا جہاں تک ہو سکے انسان کو ایسی ہوا سے بچنا چاہئے۔ (باقی آئندہ)

راقمہ۔ مسز طالع مسیح کمپونڈر۔

مسیحی دھرم

پر چند خیالات پیش کردہ جناب ڈاکٹر دینا ناتھ صاحب [illegible]

گذشتہ سے پیوستہ

صاحبان میں ایک پنجابی عیسائی ہوں اور چونکہ میرے عزیز ہموطنوں نے اس عظیم القدر استھان کے قائم کرنے قائم رکھنے اور اس کے بڑھانے میں ایک کثیر حصہ لیا ہے۔ اس لئے ہم سب پنجابیوں کو اس کی زیادہ زیادہ کامیابی پر بہت فخر ہے اور خصوصاً اس لئے بھی کہ جو کام یہاں ہو رہا ہے وہ ہمارے دیش کی قومی ترقی کے لئے ایک بنیادی سامان ہے یعنی تعلیم اور تعلیم بھی جس میں دھرم کا خیال سب سے افضل اور سب سے بلند رکھا گیا ہے صاحبان میں آپ کے کام کا شروع سے واقف ہوں۔ جب پنڈت سرسوتی صاحب پہلے پہل پنجاب میں آئے تھے میں نے بھی امرتسر میں اُن سے نیاز حاصل کیا میرے ہم جماعت ہندو بھائی مجھ کو اُن کے پاس لے گئے۔ اُنہوں نے بہت محبت کی نگاہ سے ہم کو اپنے پاس اپنے کمرہ میں جہاں وہ اُترے ہوئے تھے بٹھایا۔ مجھے جو زیادہ خوشی ہوئی وہ اس بات کی تھی کہ اُنہوں نے میرے ساتھ چھوت چھات کا خیال مطلق نہیں کیا کھانا اُن کا اُسی کمرہ کے راستے گذرا۔ لیکن میری موجودگی نے اُسکو بھرشٹ نہیں کر دیا۔ بعد میں بھی وہ مجھسے ملے اور نگاہ محبت کی ہی رہی۔

یہ میرے بچپن کی باتیں ہیں۔ پھر جب میں شہر ہوشیارپور میں عہدہ سول سرجنی پر تعینات تھا آریہ بھائی وہاں بھی میرے دوست رہے۔ اور جب وہاں دیانند اینگلو ورنیکولر سکول بنایا گیا تو اس میں بھی میں نے دلچسپی لی۔ اور اپنی دلی محبت سے چندہ دینے میں بھی شریک ہوا۔ کیونکہ تعلیم اور علم کے لئے سامان مہیا کرنا جہالت کے دور کرنے میں مدد دینا ہے۔ اس لئے میری پرارتھنا ہے کہ پرمیشور جی آپ کے آنے والے کام میں بھی پہلے سے سوچند زیادہ برکت دیوے۔ تاکہ وہ دن جلد آجاوے جب ہمارے ہم قوم سب ایک دل ہو جائینگے کیونکہ پرمیشور ایک ہے۔ اور ہم سب انسان اس کے مخلوق اور ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔ صاحبان یہ نیک نتیجہ صرف اسی سچے گیان کو عمل میں لانے سے مل سکتا ہے۔ اور یہ گیان بغیر علم کے اس قدر جلد اور آسانی سے نہیں ہو سکتا جیسا کہ علم کی امداد سے ہوتا ہے۔

صاحبان! میں آپ کا بہت ہی مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے آج یہ موقعہ دیا ہے کہ میں بھی آپ کے سامنے اپنے پیارے پربھو یسوع مسیح جی کے گن گاؤں اور میری پرارتھنا ہے کہ وہ پربھو میری سب کمزوریوں کو معاف کر کے خود آپ کو اپنا درشن دیوے۔ اور جو کچھ میں نے اس مضمون میں اُس کو سمجھ کر لکھا ہے اُس کے ذریعہ آپ کی توجہ اپنی طرف کھینچ لے۔ تاکہ آپ سب دوبارہ اُس کی بائبل شریف کا مطالعہ کریں اور اُس سے گیان کو بھی حاصل کریں۔ اب آپ میری عرض سنئے لوگ کہتے ہیں کہ عیسائی تین خدا مانتے ہیں!!

صاحبان۔ یہ بات بالکل غلط ہے۔ ہم تین خدا نہیں مانتے۔ ہم مانتے ہیں ۳ میں ایک اور ایک میں ۳ باپ۔ بیٹا۔ روح القدس۔ یعنی پوتر آتما۔ واحد خدا۔ قدوس۔ قدوس۔ قدوس۔ صاحبان یہ تعریف خدا کی ہماری اپنی بنائی ہوئی نہیں ہے۔ لیکن اس کا مکاشفہ پرمیشور جی نے آپ اپنے مکھ سے اپنے بیٹے پیارے پربھو یسوع مسیح کے مکھ سے اور اپنے نبیوں اور رسولوں کے مُنہ سے ہم پر کیا ہے۔

اور آپ کو معلوم ہو کہ عیسائی دھرم یہودی اور محمدی مذاہب کے ساتھ اس امر میں ہم آہنگ ہے کہ گو ہم خدا تعالےٰ کو اس کی قدرت سے اور اس لئے اپنی جبلی طبیعت سے بہت کچھ پہچانتے ہیں۔ جیسے چھوٹا بچہ اپنے ماں باپ کو جانتا اور پہچانتا ہے۔ تاہم چونکہ وہ ہماری سمجھ سے بہت اونچا۔ گہرا اور وسیع ہے یہ ضروری ہے کہ اُس کا الہام ہمارا مددگار ہو۔

صاحبان وہ الہام اُس نے ہم کو اپنے نبیوں کی معرفت اور اب آخری زمانہ میں اپنے پیارے بیٹے خداوند مسیح کے مبارک منہ سے اور اپنی روح پاک سے بخشا ہے۔

(۱) خدا باپ نے کئی ایک خاص موقعوں پر آسمان سے آواز بھیجی اور خداوند مسیح کے حق میں کہا یہ میرا پیارا بیٹا ہے اس کی سنو۔

(۲) پھر خداوند مسیح نے آسمان پر چڑھنے سے پہلے اپنے شاگردوں کو یہ فرمایا کہ تم جاؤ اور تمام دنیا میں وہ باتیں سکھلاؤ جو میں نے تم کو سکھائی ہیں اور لوگوں کو باپ بیٹے اور روح کے نام سے بپتسمہ دو اور جب اس کے ایک شاگرد فیلبوس نامی نے عرض کیا کہ اے اُستاد ہم کو باپ دکھا۔ یہ ہمارے لئے کافی ہوگا۔ تو جواب ملا۔ اے فیلبوس تو اب تک مجھ کو نہیں جانتا؟ جس نے مجھ کو دیکھا اُس نے باپ کو دیکھا۔ اور اگر یوں نہیں تو میرے کاموں کے سبب سے مجھ پر ایمان لا۔ کیونکہ میں وہ کام کرتا ہوں جو باپ مجھ میں کرتا ہے۔

اور پھر ایک موقعہ پر مسیح نے فرمایا کہ اے باپ میں دعا کرتا ہوں کہ جیسا میں تجھ میں ایک ہوں اور تو مجھ میں۔ تو ان کو بھی ہم میں ایک کرے۔

پھر اس نے روح القدس کے بارے میں فرمایا کہ جب وہ یعنی روح پاک جو تسلی دینے والا ہے آئیگا تو وہ مجھ سے لیکر تم کو دیگا۔ لیکن اگر میں نہ جاؤں (یعنی موت کے بعد آسمان میں) تو وہ یعنی تسلی دینے والا نہیں آئیگا۔ (باقی دارد)

اعلان ضروری

پنجاب یونین کے سنڈے اسکول اور سی۔ای کی متحدہ کنونشن بمقام منٹگمری از ابتدای ۱۹ اپریل لغایت ۲۱ اپریل ۱۹۲۷ء منعقد ہوگی۔ اپنے وہاں پہنچنے کی اطلاع جناب مسٹر آر سی بینرجی منٹگمری کو دیدیں۔ تاکہ کسی قسم کی تکلیف نہ ہو۔

پروگرام حسب ذیل ہے

منگلوار مورخہ ۱۹ اپریل ۱۹۲۷ء کنونشن ہذا کی انتظامیہ مجلسوں کا اجلاس بعد از دوپہر بوقت دو بجے۔ ۵ بجے سے ۵-۴۵ تک عبادت و ۵-۴۵ سے ۶-۳۰ شام تک پادری لیولین صاحب پریذیڈنٹ سنڈے اسکول تقریر فرمائینگے۔

بدھوار مورخہ ۲۰ اپریل ۱۹۲۷ء

مضمون:۔ تعلیم بائبل۔

۸ بجے سے ۸-۴۵ ابتدائی عبادت۔ ۸-۴۵ سے ۹-۱۵ صبح۔ طریقہ تعلیم بسوالیہ طریق۔ پادری جان صاحب۔ ۹-۱۰ سے ۹-۴۵ پروجیکٹ طریق مسٹر وائی ارنسل صاحب۔ ۹-۴۵ سے ۱۰-۳۰ سوالات و بحث مباحثہ متعلقہ متذکرہ بالا مضامین۔

بعد از دوپہر

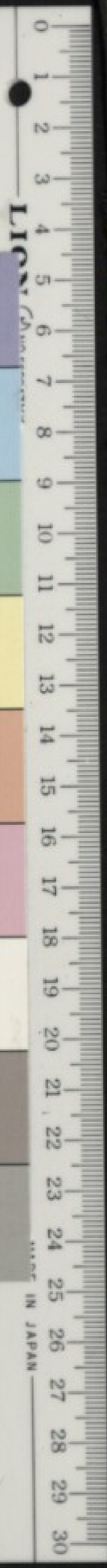
مضمون۔ کارندہ کس طرح سے بائبل کا استعمال کرے؟

۳-۳۰ سے ۴-۱۵ عبادت۔ ۴-۱۵ سے ۵ بجے تک مسیحی کو کیسا ہونا چاہئے اور کیا کرنا چاہئے۔ پادری ایشور داس صاحب ۵ سے ۵-۴۵ بذریعہ سنڈے اسکولوں اور سی۔ای سوسائٹیوں کے خدمت کے مواقعات۔

نوٹ:۔ زیر انتظام جناب جس میا داس صاحب ۸ بجے شام سے ۹-۴۵ تک مضمون۔ پرہیزگاری پر گفتگو وغیرہ ہوگی۔

بروز جمعرات۔ مورخہ ۲۱ اپریل ۱۹۲۷ء

مضمون۔ سنڈے اسکولوں اور سی۔ای سوسائٹیوں ہمارے آئندہ کلیسیا کے لئے کیا کچھ



کرسکتی ہیں۔ ۸ سے ۵م-۸ صبح ابتدائیہ عبادت۔
۵م-۸ سے ۳۰-۹ صبح ایس-ایس-ڈسی-ای آنجہانی کھیلیا کے لئے اور لیڈر شپ کے لئے ایک قسم کے ٹریننگ سکول ہیں۔ ۳۰-۹ سے ۱۱ بجے تک رپورٹیں و متفرق کام۔

مضمون۔ بعد از دوپہر۔ بشارت

۳۰-۳ سے ۳۰-۴ تک بشارت اور ہمارے نوجوان

نوٹ۔ انتظامیہ کمیٹی کو اختیار ہے کہ حسب ضرورت و موقعہ پروگرام میں تبدیلی کرے۔

(۲) پرہیزگاری کے مضمون کے متعلق آپ مس فیلمس سانگلہ ہل سے خط و کتابت کریں۔

(۳) مہربانی سے ریلوے ٹائم ٹیبل دیکھکر منٹگمری وقت سے کچھ پہلے ضرور پہنچ جائیں۔

(۴) چونکہ مضمون بائبل کے متعلق ہے اپنی اپنی بائبل ضرور ہمراہ لائیں۔

۵- رپورٹ اے مختصر و موثر اور تحریری ہوں۔ فقط

آپ کا خادم۔ ایم-این ہوز۔ سکرٹری پنجاب سی-ای یونین

المشتہر ——— ہمراہ

ممبران لوکل پروگرام کمیٹی-ایس-ایس دسی-ای پنجاب یونین

جناب ایڈیٹر صاحب نور افشاں-لاہور

مفصلہ ذیل چند سطور شائع فرماکر مشکور فرمائیں۔

مورخہ ۱۵ مارچ بروز پنجشنبہ ۵ بجے شام کو آفسر کلب میں ایک مینا بازار لگایا گیا جس میں مسٹر سکینر ... ... نمبر ۳ کیوری کے کمانڈنگ ہیں انکی میم صاحبہ اور مسٹر سنکر جو کہ پادری سنکر کی میم صاحبہ ہیں اور مسز ہیمن جو کہ سی-ایس-ایم ہیمن نمبر ۱۳ ایم ٹی کمپنی نمبر کی میم صاحبہ ہیں۔ انہوں نے اپنی زیر سرپرستی دو دکانیں بنائیں اور ... اشیا فروخت کیں اور تمام ملازمین کے ۲ افسروں برٹش این سی-او نے بڑے خیال سے اس میں حصہ لیا اور اس طرح سے دو گھنٹے میں ۰/۱۱/۳۴۷ منافع نکال کرشن چرچ کو بطور خیرات کے دیا گیا۔ خداوند مسٹر سکینر اور مسٹر سنکر کا سایہ ہمیشہ خیر سے ... کے سروں پر رکھے۔ یہ سب کامیابی کا سہرا ان ہی ہر دو لیڈی صاحبہ کے سر پر ہے اور مشن کے کاموں میں بڑی دلچسپی لیتی ہیں۔ آمین

آپ کا تابعدار۔ ٹی-سی چوہڑا۔

لیڈی ہیلی کو ہوائی جہاز کا ایک ہولناک حادثہ

لاہور چھاؤنی میں لیڈی ہیلی کو ہوائی جہاز کا ایک ہولناک حادثہ پیش آیا لیڈی ہیلی اور جہاز ران خدا کے فضل سے بالکل محفوظ رہے

مورخہ ۲ اپریل کے روز شام کو لاہور ایروڈروم میں مسٹر لیٹ ہوائی جہاز کو جس پر ہز ایکسیلنسی لیڈی ہیلی سوار تھیں نیچے اتار رہے تھے۔ جہاز کا پچھلا حصہ کسی نہ کسی طرح سے پوسٹ آفس کے کھمبے کی تاروں میں الجھ کر زمین پر گر کر تباہ ہو گیا۔ لیکن خدا کی مہربانی سے ہز ایکسیلنسی لیڈی ہیلی اور مسٹر لیٹ کو مطلق کسی طرح کا صدمہ نہیں پہنچا۔ لیڈی ہیلی اور مسٹر لیٹ بالکل خوش و خرم ہیں۔

دہلی میں ۳۲ عورت و مرد عیسائی ہوگئے

ناظرین کرام یہ معلوم کرکے خوش ہونگے کہ ماہ مارچ کے آخر میں پادری تھائیل داس صاحب نے شدھ آریوں کی مخالفت و مزاحمت کے باوجود ۳۲ مرد و عورت اور بچوں کو بپتسمہ دیا۔ یہ لوگ جو مسیحی ہوئے گو غریب لوگوں میں سے تھے۔ مگر اپنے مسیحی ارادے کے نہایت پختہ نکلے۔ شدھ آریوں نے انہیں مسیحی ہونے سے روکنے کی سرتوڑ کوشش کی۔ مگر وہ ہر مشکل پر غالب آکر مسیحی ہو گئے۔ یہ صرف پادری تھائیل داس اور ان کی میم صاحبہ کی کوششوں کا نتیجہ تھا۔ ہم نو مریدوں کی استقامت کے لئے خدا سے دعا کرتے ہیں۔

ملک چین پر جنگ کے بادل چھائے ہیں

ایک مدت سے چینی یورپی قوموں کے خلاف تیاریوں میں مصروف تھے۔ آخر کار ان کی یہ کارروائیاں وقتاً فوقتاً ظاہر ہونے لگیں۔ انگلینڈ۔ فرانس۔ اٹلی۔ امریکہ جاپان نے حفظ ماتقدم کے طور پر چین کے جوش و خروش کو اعتدال پر لانے کے لئے اپنی افواج چین کے ساحلوں کے قریب جمع کرلیں۔ اب یہ طاقتیں چین سے تاوان کا مطالبہ کررہی ہیں۔ اگر تاوان منظور کرلیا گیا تو خیر ورنہ چین سے جنگ کا امکان یقینی ہے۔

عید کا روز سلامتی اور خوشی کے ساتھ گذر گیا

خدا کا شکر ہے کہ امسال عید کا دن خوشی اور سلامتی کے ساتھ گذر گیا۔ کہیں فساد سننے میں نہیں آیا۔ ہر قصبہ و شہر میں امن و امان رہا مسلمانوں نے ہر جگہ امن پسند ہونے کا ثبوت دیا۔ ہم تمام مسلمانوں کو اپنی امن پسندی اور عید کیلئے مبارکباد دیتے ہیں

رسالہ قاصد کا عملہ بدل گیا

رسالہ قاصد لاہور نے جن عالی دماغ اصحاب کے ہاتھوں میں نشو و نما پاکر مسیحی جماعت میں اعلیٰ قدر و منزلت اور مقبولیت عامہ حاصل کی تھی افسوس ہے کہ ان کہنہ مشق اصحاب کی نگرانی سے قاصد محروم ہو گیا ہے شاید اس میں بھی کوئی مصلحت ہوگی۔

عیسائی مسلمان بھگوان کے لڈو کھا کر چمٹ گئے

۲۳ مارچ کے بندے ماترم نے ڈاکٹر موہنجے کی زبانی شدھی سمیلن کے اجلاس میں ذیل کی پرلطف کتھا شائع کی "ایک برہمن پرمیشور کا تپ کرتے تھے۔ ایک دن انہیں کی کندرا میں بھگوان کو رجھانے کی خاطر نیدیچ بھوگ کے لئے سات کروڑ اچھوت روپی لڈو ٹوکری میں رکھ دیئے اور آنکھیں بند کرکے پرمیشور سے پرارتھنا کرنے لگے "تو ان کو پوتر کر"۔ وہاں عیسائی اور مسلمان بھی پاس بیٹھے تھے۔ برہمن کی آنکھ بند کرنے پر ایک ایک لڈو عیسائی و مسلمان نے اٹھا کر کھا لیا۔ آنکھ کھولی برہمن بڑا خوش تھا جب دیکھا کہ بھگوان نے تو دو لڈو کھا لئے۔ آج سے پہلے وہ صرف واسنا ہی رکھتا

تھا مگر اب تو کرپا کر کے اُس نے دو دکھائے - یہ دیکھ کر
پھر آنکھ بند کر تپ کرنے لگا - تب دو لڈو عیسائی اور
مسلمان نے اور کھا لئے - آنکھ کھولنے پر برہمن نے
محسوس کیا کہ دو برس پہلے عیسائی اور مسلمان تو دبلے
اور پتلے تھے - مگر اب موٹے ہیں - اور میں موٹا ہوتے
ہوئے بھی کمزور ہو گیا ہوں - یہ دیکھنے کے لئے کہ یہ
کیا معمہ ہے پھر بظاہر آنکھ بند کر کے تپ کرنے کو براہمن
بیٹھ گیا - جونہیں عیسائی اور مسلمان نے پھر لڈو اٹھائے
تو اُسے ہوش آیا - چنانچہ اب ہندو سماج کو گیان ہوا
ہے کہ ذرا بیٹھیں کی بیاسی لگ کر اندھی اندھ گھن کی
طرح کھائے جا رہی ہے - اسے ہٹا لینا چاہیے الخ

اسی موقع پر لالہ دیش بندھو نے ارشاد کیا

کہ مسلمانوں اور عیسائیوں اور بھارت سے باہر کے
مذہب والوں کو ہندو بنا دو - اب ہر ایک مسلمان داعی
اسلام ہے - گورنمنٹ کے افسر بھی یہ کوشش کرتے ہیں
کہ اپنے اثر و رسوخ سے ہندوؤں کو مسلمان بنایا جائے
ایضاً ! (اگر عیسائی اور مسلمان ہندو بنا لئے گئے
تو آنجہانی ان کے لڈو کون کھائیگا - ایڈیٹر)

لاہور میں بالمیکی کانفرنس

۲۶ مارچ کا روز سرونٹس آف دی پیپل سوسائٹی
کی تازہ فتوحات کی شان دکھانے کا روز تھا جس میں
قریباً دو ہزار بالمیکی بھنگی چمار لاہور میں جمع ہوئے تھے
کہ ہندو آریہ صاحبان کی عنایت بے غایت کا اندازہ
لگائیں - ان میں دو سو کے قریب عیسائی مرد بھی شامل تھے
جو تحصیل چونیاں کے رہنے والے تھے - اس کانفرنس میں
ہندو لیڈروں نے انکا باتوں سے گمراہ کرنے میں کوئی
دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا ہے - لیکن سننے میں آیا ہے
کہ بالمیکی صاحبان کبیدہ و کشیدہ خاطر ہی واپس گئے -
ان کے مطالبے پورے نہیں کئے گئے ہیں -

رسالہ عروج

ہمیں یہ معلوم کر کے کمال خوشی ہوئی کہ گجرات پنجاب سے مسٹر
جی - ایم قمر صاحب اور منشی تیج رام قصوری کی زیر
ادارت ایک ماہواری رسالہ عروج نامی شائع ہونا
شروع ہوا ہے ضخامت صفحہ ۴۰ کی ہے قیمت مع محصول
ڈاک دو روپیہ سالانہ رکھی گئی ہے - مضامین نظم و نثر
دونوں قسم کے جو مسیحی جماعت کی ضرورت کے موافق
اور زمانہ کی حاجت کے مطابق ہیں - ہم دل سے عروج
کے فروغ کے متمنی ہیں اور اس کے عملہ کی کوششوں
کے بار آور ہونے کے خواہشمند ہیں - شائقین رسالہ
دفتر عروج گجرات پنجاب سے طلب فرمائیں -



بشارتی مہم

واقعی یہ بڑی خوشی کی خبر ہے کہ لاہور کے دہلی اور لاہوری دروازوں کے چیلوں میں آٹھ روز تک انجیل کی بشارت نہایت زور شور سے دی گئی۔ ہر ایک کلیسیا کے پاسٹر صاحب کے ساتھ دیگر مسیحی صاحبان بشارت کے کام میں سرگرمی سے حصہ لیتے رہے۔ بائبل کے حصص فروخت کرنے میں بعض مسیحیوں نے ہر طرح سے کوشش فرمائی۔ اس خبر کو پڑھ کر میری آنکھوں کے سامنے ۱۸۸۰ء کے ادھر ادھر کا زمانہ آگیا جبکہ بزرگ ڈاکٹر سی۔ ڈبلیو فورمن اور اُن کے ہم خدمت پادری سی۔ بی۔ نیوٹن اور اُن کے بھائی فرنیک نیوٹن معہ مسٹر آر۔ سی داس ہیڈ ماسٹر رنگ محل ڈسٹرکٹ۔ سی۔ ایل۔ ٹیچر رنگ محل مشن سکول جو کہ بعد ازاں پادری بنکر آجکل ریٹائر ہو گئے ہیں۔ ملکر ان ہر دو چیلوں میں انجیل کی منادی کیا کرتے تھے۔ ایک دو ہفتہ نہیں بلکہ سال بھر منادی کا بازار گرم رکھتے تھے۔ ان دنوں کے تعصب و مخالفت کا مقابلہ آجکل کا تعصب و مخالفت کر ہی نہیں سکتے۔ جہالت کی وجہ سے منادوں کو گالیاں ملنا اور اینٹ روڑے پڑنا تو عام بات تھی مگر شاباش ہے ان ایام کے منادوں کو کہ ان باتوں کی ان کو ذرا پروا نہ تھی۔ خدا کرے کہ اب جو لاہور کے مسیحی خواب غفلت سے چونکے ہیں یہ اُن کا چونکنا عارضی نہ ہو۔ بلکہ لگاتار نجات کی خبر اہل لاہور کو دیتے جاویں۔

دیگر گذارش یہ ہے کہ نہ صرف لاہور ہی کے مسیحی اس کام کو جاری رکھیں بلکہ تمام پنجاب کے مسیحی بھی اپنے اپنے شہروں۔ قصبوں۔ دیہاتوں میں ایسا ہی کریں۔ کیونکہ بقول مسیح کہ اب فصل پک چکی ہے صرف کاٹنے والوں کی ضرورت ہے۔ فصل جب پک جاوے اور کاٹی نہ جاوے تو تمام دانہ جھڑ جاتا ہے اور کسان پیارے دانے کو ترستے ہیں۔ اسی طور پر اگر ہم لوگ جن کے ذمہ مسیح نے اس دنیا کی پکی فصل کی ہوئی ہے کوشش کر کے اس کو کاٹ کر مسیح کے کھتے میں جمع نہ کرینگے تو ہمارے پیارے مسیح کو کتنا رنج ہوگا۔ اگر ہم سچ مچ مسیح کو پیار کرتے ہیں تو ہم کو ضرور یہ کام آج ہی سے شروع کر دینا چاہئے۔

اب رہا سوال یہ کہ کون کون اس کام کو کر سکتا ہے۔ ہیں اس کا یہ جواب دونگا کہ ہر ایک مرد۔ عورت لڑکا۔ لڑکی بلکہ بچہ بچی اور وہ اس طرح پر کہ ہر ایک آٹھ آنے سے روپے دو روپے کے بائبل کے حصے اور ٹریکٹ منگا کر رکھے جن جن سے اس کے ملنے کا موقعہ پڑے خواہ گھر میں یا سفر میں انجیل کے حصے اور ٹریکٹ اُن کو دیوے۔ خواہ قیمتاً دیوے یا مفت اپنی جیب خرچ سے یا فالتو روپے سے۔ اس طرح سے ہزار ہا آدمی ایک ایک کے ذریعہ مسیح کی روحانی طاقت پر ایمان لے آوینگے اور گناہوں سے بچ جاوینگے۔ یہ ہی اصل دانش ہے کہ ہمارے ذریعے سے گنہگار بچائے جاویں اور گنہگار۔ بھی اہل دانش ہو جاویں۔ اس قسم کے لوگوں کی بابت دانیل نبی کی کتاب کے بارھویں باب کی تیسری میں یوں لکھا ہے کہ اہل دانش فلک کی چمک کی مانند چمکینگے۔ اور وہ جنکی کوشش سے بہتیرے صادق ہو گئے ستاروں کی مانند ابدالآباد تک۔

اس وقت ہند مسیح کو قبول کرنے کے لئے بالکل تیار بیٹھا ہے۔ مسیحیوں کو معمولی سی کوشش کی ضرورت ہے پہلے خود مسیح کو اپنی زندگیوں میں لیں پھر دوسروں کو ایسا کرنیکی منادی کریں۔ ورنہ کوشش بے فائدہ ہوگی۔

راقم۔ جے۔ ڈانیل

یہ باتیں سرفرازی بخشتی ہیں

۱۔ بزرگوں کی عزت کرنا۔
۲۔ چھوٹوں کو حقیر نہ سمجھنا
۳۔ ہر قسم کی افزائش کے پہلے پھلوں سے خداوند کی تعظیم کرنا۔
۴۔ باپ کی تعلیم اور عقلمندی پر دھیان کرنا۔
۵۔ شریروں کے طوفان سے نہ گھبرانا۔
۶۔ ہمسایہ پر بدی کا منصوبہ نہ باندھنا۔
۷۔ کجرو سے نفرت کرنا۔
۸۔ دانائی کو اعلےٰ اور افضل جاننا۔
۹۔ دل کی خبرداری کرنا۔
۱۰۔ اپنے پاؤں کی روش پر غور کرنا۔

زنیکلین مارک۔

ایک نظر ادھر بھی

ناظرین با تمکین یہ بات قابل تسلیم ہے کہ ہر ایک قوم میں جو صفحہ ہستی پر موجود ہے کمال و زوال رہا ہے اور قدرت نے بھی ہر ایک شے میں کمال و زوال کا جوہر پیدا کر دیا ہے۔ اسی طرح ہم مسیحی بھی ترقی کر رہے ہیں۔ ہم ترقی کرنے کی خواہش تو رکھتے ہیں مگر بہت مفقود وجہ جسکی یہ ہے کہ ہم میں اتحاد کی کمی ہے۔ دوم حسد کی بُری عادت پیدا ہو گئی ہے۔ مثلاً ایک کو ترقی کے زینہ پر گامزن ہوتے دیکھتے ہیں تو ہماری سعی بلیغ و جد و جہد یہی ہوتی ہے کہ اسکو اس زینۂ ترقی سے گرائیں اور میرے خیال میں ایک یہ بھی وجہ ہے کہ ہمارے خیالات پست ہیں۔ جسکی ہم پروا نہیں کرتے۔ لیکن اگر خیال فرمایا جائے تو یہ بھی ایک وجہ ہو سکتی ہے۔ انگریزی میں ایک مقولہ ہے جیسا انسان خیال کرتا ہے ویسا ہی ہو جاتا ہے۔ درحقیقت خیالات افعال کی جڑ ہیں۔ کیونکہ اگر ہمارے دل میں پاکیزہ خیالات جاگزیں ہونگے تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ ہمارے افعال بھی پاکیزہ ہونگے۔ میرے ناقص خیال میں یہ بھی ہماری نابہودی کی ایک وجہ ہے کہ ہم اپنے آپ کو ہر ایک کام کے لئے "ناقابل" سمجھتے ہیں۔ اور ہمت ہار بیٹھتے ہیں۔ حالانکہ پاک کلام میں صاف طور سے واضح ہے کہ "اپنا سارا فکر اُسی پر ڈال دو کہ اُسکو تمہارا خیال رہے۔ ا پطرس ۵: ۷ اور یہ بھی لکھا ہے کہ مت ڈر کہ میں تیرے ساتھ ہوں"۔ یسعیاہ ۴۳: ۵۔

ہمت مرداں مدد خدا۔ ہمیں کسی حال میں بھی ہمت نہیں ہارنی چاہئے۔ آج ایک خیال ہمارے دل میں پیدا ہوتا ہے۔ کل اُس کا اثر کچھ بھی نہیں رہتا۔ دنیا کا کوئی بڑا کام بغیر استقلال کے نہیں ہوتا۔ سو اے پیارے جوانانِ ہند اُٹھو ہم سب اِس

کمزوریوں کو رفع کرنے کی کوشش کریں اور ترقی کے زینہ پر گامزن ہوں اور خداوند رب العالمین پر بھروسہ رکھیں اور اس سے ڈریں۔ کیونکہ اس کا خوف دانائی کا شروع ہے اور اس کا کلام ہمارے پاؤں کے لئے چراغ اور راہ کے لئے روشنی ہے۔ اور یہی وہ باتیں ہیں جو ہماری ترقی کا موجب ہو سکتی ہیں۔

خاکسار۔ بی۔ ایم۔ کھنڈا

ریونٹ ڈپو سرگودھا کے گرجہ گھر کا مخصوص کیا جانا

تقریباً ۱۶ سال سے پادری لبھول صاحب نے بہت کوشش فرما کر گورنمنٹ کے چند مہربان افسروں سے مسیحی لوگوں کے ریونٹ ڈپو سرگودھا میں بطور مزارعان رہنے کی اجازت حاصل کی۔ اور مسیحی لوگوں کو وہاں آباد کرنے میں از حد کوشش فرمائی۔ آپ کی کوشش سے سرگودھا شن ڈسٹرکٹ میں آج ایک زبردست کلیسیا بن کر تیار ہو گئی ہے۔ جو کہ ہر طرح سے دینی اور دنیاوی حالت میں دن بدن ترقی پر ہے۔ آج ہم وہاں پر سیلف سپورٹ کانگریگیشن کی تسلی اور قابل تقلید حالت دیکھ کر خوش ہوتے ہیں۔

پادری لبھول صاحب کا دیر سے خدا کا گھر بنانے کا ارادہ تھا۔ لیکن کئی ایک وجوہات کے باعث انہیں اس نیک ارادہ میں کامیابی نہ ہوئی۔ اب آخر انہوں نے بڑی محنت اور کوشش کے بعد ایک اچھا خوبصورت اور وسیع گرجہ گھر تیار کروایا۔ جسکو ۲۷ جنوری ۱۹۲۶ء کو مخصوص کیا گیا۔ گرد و نواح کے مسیحی دیسی و پردیسی پادری صاحبان کو اس دن کے لئے شرکت کی دعوت دی گئی۔ عبادت کے ایک بجے مقررہ وقت پر ۵۰۰ کے قریب مسیحی جمع ہو گئے اور جلوس کی صورت میں مسیحی مرد اور بچے خداوند کی حمد و ستائش کے گیت باجے کے ساتھ گاتے ہوئے اس نئے گرجہ گھر میں داخل ہوئے استنے حاضرین کے چہروں سے اس وقت سنجیدگی اور خاموشی ٹپکتی تھی۔ سب سے پہلے پادری لبھول صاحب نے اس وقت کا ذکر فرمایا۔ جب آپ تعلیمی حالت میں بائبل کلاس میں سلیمان کی ہیکل کی تعمیر کا سبق سیکھ رہے تھے۔ انہوں نے فرمایا کہ اس وقت ان کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ اگر خدا ہمت اور برکت دے تو میں بھی ایک ایسی ہیکل بناؤں۔ اس کے بعد انہوں نے فرمایا کہ ان کی وہ خواہش آج پوری ہوئی۔

بے شک یہ عبادت گاہ سلیمان کی ہیکل کے مقابلہ میں کچھ حقیقت نہیں رکھتی۔ مگر پھر بھی ان دونوں میں موافقت ہے۔ سلیمان کی ہیکل میں بھی خدا کی حضوری تھی اور اس چھوٹے سے گرجہ میں بھی خدا کی حضوری ہے۔ اس کے بعد مس پل صاحبہ نے دعا کی پھر پادری آرمس صاحب مشنری سرگودھا نے وعظ کیا جسے حاضرین نے بڑی دلچسپی سے سنا۔ بعد ازاں پاک عشا کی رسم ادا کی گئی۔ جب ہدیہ و نذرانے کی باری آئی تو بعض حاضرین نے اپنی بساط سے زیادہ پیش کیا۔ کئی ایک عورتوں اور بچوں نے اپنے زیور اتار دیئے۔ تین بچھڑے بھی پیش کئے گئے۔ جمع کیا ہوا چندہ ہوم مشن و دیگر فنڈز میں ارسال کیا گیا۔ عشاء کی تیاری کی عبادتوں میں پادری ملوچند صاحب نے پنجابی میں مؤثر لیکچر دیئے جو کہ حاضرین نے پوری دلچسپی کے ساتھ سنے۔ اس موقعہ کے حاضرین میں سے پادری و مسز آرمس مس پل صاحبہ۔ پادری و مسز مرواک پادری ملوچند صاحب اور مسٹر اے جوزف زیادہ قابل ذکر ہیں۔

ہم ایک مسیحی جماعت کی ایسی تسلی بخش حالت دیکھ کر پروردگار کی تعریف کرتے ہیں کہ اس نے اپنے بندوں کو ہر طرح سے پسندیدہ حالت میں رکھا ہے۔ اس مسیحی بستی میں ایک کرسچن کوآپریٹو بنک بھی جاری ہے جو کہ درجہ اول میں ہے۔ علاوہ ازیں یہاں پر ایک امدادی سکول بھی ہے۔ جس میں کثیر تعداد مسیحی وغیرہ مسیحی تعلیم پاتے ہیں۔

ڈاتی ایل لبھول
انسپکٹر ونکس۔ بٹالہ

یونگ کرسچن ہائی سکول لودیانہ

یہ یونگ مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے عرصے سے جاری ہے۔ مشن نے ابتدائی تعلیم کو اعلیٰ اور مکمل بنانے کی غرض سے صرف لوئر پرائمری کی تین جماعتیں ایک امریکن خاتون کی زیر نگرانی کر دی ہیں اور چار خواتین اسکی مدد کرتی ہیں۔ اس سے چھوٹے بچوں کی تعلیم کا انتظام بخوبی ہو گیا ہے۔ تخمینہ خرچ خوراک لوئر پرائمری سے ہائی تک سات روپیہ ماہوار ہے۔ کلاس فیس سرکاری شرح ہے۔ متفرق اخراجات عہ ماہوار فی طالب علم ہے۔ کتابوں کی قیمت اور سٹیشنری اس کے علاوہ ہے۔ بموجب نئے انتظام چالیس فیصدی غیر مسیحی طلبا بھی داخل ہو سکتے ہیں۔ اس سکول میں ہر قسم کا فرنیچر مثلاً میز۔ کرسی۔ الماری وغیرہ بھی تیار ہوتا ہے علاوہ ازیں جو کہ ۱۱ عہ سے ۱۱ للعہ تک کرو کو تول ۵ ہے ۵ عہ تک۔ مزید حالات پرنسپل و ہیڈ ماسٹر صاحب سکول ہذا سے دریافت ہو سکتے ہیں۔

اشتہار
ایک گمشدہ کی تلاش

میرے حقیقی ماموں صاحب منشی دانی ایل ولد مولچی یا مولچند کرسچن جو کہ ۱۹۲۰ء میں موضع خوش پور چک نمبر ۳۳۰ ضلع لائلپور کے رومن کیتھولک مشن سکول کے ماسٹر تھے۔ بعد ازاں ۱۹۲۲ء میں آپ موضع چونگ ضلع شیخوپورہ میں مشن کا کام انجام دیتے رہے۔ اور یہی ان کا آخری پتہ ہے۔ فی الحال وہ بعہ اہل و عیال کے لاپتہ ہیں جو صاحب ان کے پتہ سے مجھے اطلاع فرمائینگے میں ان کا بے حد مشکور ہونگا اور ان کی خط و کتابت کا ہر طرح سے ذمہ وار ہونگا میرا پتہ حسب ذیل ہے۔

سیموئیل مراد بخش ٹیچر۔ کینٹونمنٹ اردو بوائز سکول آدم روڈ۔ کراچی چھاؤنی

پادری ڈبلیو جے کلارک صاحب ایم اے مینیجر نور افشاں ایمپریس روڈ لاہور کے لئے پنجابی پریس لاہور میں باہتمام لالہ دیوان چند صاحب پروپرائٹر چھپا +